Dr. Musarrat Jahan
Guest Faculty / Asst. Professor
Dept. of Urdu, V.M. College, Hajipur,
B.U, Muzaffarpur.
B.A. Part II (H), Paper-IV
Topic – Bagh-o-Bahar ke Maqbooliat ke Asbab.

(6)

اسی طرح جہاں کہیں قافیہ آرائی کی ہے۔ عبارت میں شوخی اور دلآویزی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ قافیہ آرائی مذاقِ سلیم پر گراں نہیں گزرتی اور نہ ہی اس کی وجہ سے انشا پردازی و افسانہ نویسی کی دوسری خصوصیات اس کے بوجھ سے دبنے پاتی ہیں۔

میر امن نے باغ و بہار کے ذریعے اردو زبان کو گھر گھر پہنچانے کی کامیاب کوشش کی۔ اس کی ہمہ گیری اور شہرت میں میر امن کی زبان اور ان کے اندازِ بیان کو بہت زیادہ دخل ہے۔ اس کے لئے وہ اراست انداز بیان کو کچھ ایسی کیفیت عطا کر دیتے ہیں اور پھر دنیا کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ وہ یہ نہیں لکھتے کہ "ذرا غور سے سنو بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ذرا کان دھر کر سنو"۔ اس ذرا سی تبدیلی سے ہر کس و ناکس اپنی ہستی بھول کر قصہ گو کے ساتھ دوسری دنیا میں بہتا چلا جاتا ہے۔ یہ صورت حال باغ و بہار کے آغاز سے انجام تک ہر جگہ جاری و ساری ہے۔ اس کا نام آزاد بخت سے بھی کام چل جاتا مگر نہیں بلکہ یہ کہا گیا کہ "نام اس کا آزاد بخت"۔ ایسا لگتا ہے کہ فی الفور کسی نے بزبان خموشی بادشاہ کا نام پوچھا ہو اور بلاتکلف قصہ گو بول اٹھتا ہے کہ نام "نام اس کا آزاد بخت"۔ اس ذرا سی تبدیلی نے باتوں کی تاثیر کس قدر بڑھا دی۔ یہی تاثیر پوری کتاب میں مضمر ہے۔ اور ہر جگہ میر امن نے ہر حرف و لفظ پر مکمل بادشاہی کی ہے اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ دو سو برس گزر جانے کے باوجود "باغ و بہار" کی زبان اور غمزہ و ادا میں پرانا پن نہیں آیا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ باغ و بہار کے بعض الفاظ اور محاورات آج ہم نے چھوڑ دیئے ہیں اور بعض کی جنسیت

Scanned with CamScanner

کو بھی بدل دیا ہے - پھر بھی میر امن کی زبان اپنی اسی دلآویزی
کے ساتھ آج بھی موجود ہے - میر امن کی قافیہ آرائی کی
خوبصورت مثال ملاحظہ فرمائیے -

"اے اللہ! اس عاجز کو تونے اپنی عنایت سے
سب کچھ دیا لیکن ایک اس اندھیرے گھر
کا دیا نہ دیا۔"

"صبح تک بے اختیار رویا کیا اور آنسوؤں
سے منھ دھویا کیا۔"

میر امن کی جزئیات نگاری کی کمال دیکھئے - وہ بول چال کی زبان
استعمال کرتے ہیں- چھوٹے چھوٹے جملے کی روانی، سادگی اور پرکاری
پر انہیں کامل یقین ہے- وہ لکھتے ہیں -

"رات بہت ہوگئی تھی اس لئے شہر کا دروازہ
بند ہو چکا تھا، درخواست کرنے پر بھی نہ کھلا۔"

"جس وقت آدھی رات ادھر اور آدھی رات
ادھر ہوئی۔"

"ایک معشوق خوبصورت ہے کامنی سی مورت،
جس کے دیکھنے سے ہوش جاتا ہے، گھائل ہو ہیں
سر بسر، آنکھیں بند کئے، بڑی کھلاڑی ہے۔"

میر امن کے طرز بیان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ روزمرہ
اور محاورہ کے آگے بسا اوقات اردو قواعد کی پابندی نہیں کرتے
اور ہر حیثیت پر اپنی داستان کو عوامی رنگ و روغن سے
آراستہ کرنا چاہتے ہیں - یوں کہیے کہ عام بول چال ایک ایسا

چشمہ ہے جس کے اوپر میر امن کے اسلوب کا دھارا ہولے ہولے بہتا دکھائی دیتا ہے۔ یہیں آکر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ داستان کی زبان جتنی صاف اور سلیس ہو گی، عوام میں اسی قدر مقبول ہو گی۔

یہی نہیں وجدان میں آنے کے علاوہ قاری کے اندر اخلاقی توانائی بھی آتی ہے۔ باغ و بہار میں اس طرح کی جو باتیں از خود ابھرتی ہیں وہ یہ ہیں کہ تقدیر پر ایمان رکھنا چاہیے۔ دنیا میں ظاہری انتظام کے علاوہ ایک باطنی انتظام بھی ہے جو بزرگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ترقی کے لئے تجارت سب سے اچھا پیشہ ہے۔ سیاحت سے خوشی اور تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ باغ و بہار کی ان اقدار کی اجتماعی دلآویزیوں نے بھی قاری پر ساحری کی ہے۔ ساتھ ہی میر امن کے طرزِ نگارش میں اس وقت کے ہندوستان کی زندگی، معاشرت اور رسوم و عقائد کی خوبصورت عکاسی ملتی ہے۔

زبان اور طرزِ تحریر، تنظیم، قصہ، دل چسپی کے عناصر عوامی اسلوب، اخلاقی توانائی اور ماضی، حال اور مستقبل کی اسپرٹ کی فطری اور حسین پیش کش نے میر امن کے انداز و اسلوب اور باغ و بہار کی مقبولیت کو حیاتِ جاودانی عطا کر دی ہے۔

— x —

Scanned with CamScanner